

اباحیت پسندی کا نظریہ

(۲)

مولانا سلطان احمد اصلانی

شادی کے روایتی ادارے پر تنقید

الکس کمفرٹ (Alex comfort) مذہب کی بنیاد پر استوار شادی کے جاہلانہ تصور پر تنقید کرتے ہوئے اس کے بالمقابل جنسی اخلاقیات کی دور حاضر کی مطلوبہ انسانی تشریح کی تفصیل کرتے ہوئے کہتا ہے: ”مذہبی قواعد و ضوابط نے لگاتار اور مسلسل بعض حرکات اور اعمال کو ہمیشہ اور ہر موقع پر گناہ اور نامناسب ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اب ہم قدر کے دعووں کو صرف ایک چیز تک محدود کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ انسانی برتاؤ کے کسی میدان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو دانستہ دوسروں کے مفاد کو نقصان پہنچائے۔ اس نقطہ سے ہٹ کر پوری توقع ہے کہ معیارات کے منابع (Sources of standard) کی حیثیت سے نفسیات اور حیاتیات کا استعمال علمۃ الناس کے فہم و ادراک کو وسعت دے گا۔ ساتھ ہی انھیں وہ قوت عطا کرے گا کہ وہ ایک موجود جذباتی مسئلہ کو حل کر سکیں۔ یہ فتویٰ دینے کے بجائے کہ رشتہ ازدواج سے باہر مباشرت ہمیشہ اور ہر موقع پر غلط ہے، اخلاقیات کا یہ نظام فرد کو یاد دلاتا ہے کہ اس کے شریک حیات، اس کے بچوں اور تیسرے شخص کے تئیں اس کی کیا ذمہ داری ہے، اس کا جواب وہ متعین طور پر کس صورت میں دے، اس چیز کو وہ اس کی سماجی حس پر چھوڑتا ہے، اسی بات کو مثال کے ذریعہ وہ مزید کھولتے ہوئے کہتے ہیں۔ ”ایک بیوی جو ایک الگ محبوب رکھتی ہے یا شوہر جو ایک

داشتہ رکھتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ جدید برطانوی سماج میں جنسی تعلق کی سادہ ترین صورت پر عمل نہ کر رہے ہوں، لیکن یہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنی مخصوص ضروریات کے سلسلے میں انتہائی معتدل اور مطلوب حل کو اختیار کیے ہوئے ہوں۔ اس سلسلے میں اگر کچھ پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں تو وہ اس بات کی علامت ہیں کہ وہ کچھ دشواریوں میں گرفتار ہیں۔ یہ دشواریاں خواہی تجوہی کچھ احساسات کو مجروح کر سکتی ہیں، لیکن اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ اس میں قصور، غصہ اور سماجی عظمت کی بے حرمتی کو شامل کیا جائے، نہ اس کی ضرورت ہے کہ بہر صورت سماج کی مناسب دلجوئی کا سامان کیا جائے۔ اسی سلسلے میں وہ آخری بات کہتے ہیں کہ ”فی الحقیقت بہت سی عمدہ شادیوں اور بہت سی عمدہ شخصیتوں کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے لیے بدکاری کی تھوپی (adulterous pr_{op}) کی ضرورت ہوتی ہے یہ چیز ناچیز (immature) ہو سکتی ہے لیکن اس کا دائرہ کافی پھیلا ہوا ہے اور یہ چیز ناگزیر سی معلوم ہوتی ہے کہ دوسری بہت سی تہذیبوں کی طرح ہماری تہذیب اس کو قبول کرے گی اور اپنے اندر اس کی گنجائش پیدا کرے گی“ مزید فرماتے ہیں کہ: ”بہت سے مرد ہوتے ہیں جنھیں دو امادی بیویوں (Complementary wives) کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح عورتیں ہوتی ہیں جنھیں دو امادی شوہروں کی ضرورت ہوتی ہے یا یہ کہ کم از کم دو امادی محبت کے مراکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اگر ہم یہ اصرار کریں کہ اول یہ چیز غیر اخلاقی اور عقیدے کے خلاف (Unfaithfull) ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ چیز ہو جاتی ہے تو محبت کے ہر مرکز کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے لیے خصوصی حقوق کے لیے اصرار کرے، تو ہم صرف ایک مسئلہ کے تئیں غیر ضروری دشواریوں کا اضافہ کرتے ہیں جو ہو سکتا ہے کہ بالکل نہ ہوتیں یا اگر ہوتیں بھی تو برائے نام ہوتیں۔ بشرطیکہ ہر شخص کو اجازت ہوتی کہ وہ مسئلہ کو اپنے انداز سے حل کرے“

جب بے حیائی اور بدکاری پر انسان کو اس قدر شرح صدر حاصل ہو تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے جیسا کہ کہا گیا کہ: ”پاکبازی اور عفت بانی اگر کوئی نیکی اور بھلائی ہے تو یہ ایسے ہی جیسے کہ فاقہ مستی اور غذا کی قلت“ (Chastity is no more a virtue than malnutrition)

بے خوف جنسی انارکی

خدا کے خوف اور آخرت کی پکڑ کے تصورات سے تو یورپ نے بہت پہلے اپنے آپ کو آزاد کر لیا تھا۔ اپنی جنسی انارکی اور جنسی بے راہ روی پر اسے دنیا کے کسی خسارے اور نقصان کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ برطانیہ کے مشہور آبادی کے منصوبہ سازان ون (Unwin) نے کہا تھا کہ ”کوئی بھی سوسائٹی جسے کم از کم تین نسلوں تک قبل از ازدواج جنسی آزادی کی اجازت مل جائے تو وہ بدستور غیر مہذب اور غیر ترقی یافتہ حالت (Zaotic Condition) میں پڑی رہے گی۔ اس حالت میں رہنے کا مطلب ہوگا کہ وہ مذہبی اور سماجی طور طریقوں کی انتہائی قدیم اور پیدائشی طور پر کم سے کم مہذب شکل و صورت میں ہوگی اور اپنے تئیں اعلیٰ طور طریقوں تک ترقی کے سلسلے میں مدہم سے مدہم تر صلاحیت کا مظاہرہ کر سکے گی۔“ ان ون کے اس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی مصنف کہتا ہے کہ انسانیات (Anthropology) کی بنیاد پر استوار کیا گیا یہ نظریہ آج اپنے حق میں بہت کم انسانیاتی حاطی پاسکے گا۔ اسی طرح برطانیہ ہی کے ایک دوسرے ماہر سماجیات میں (Mace) نے آگاہی دی تھی کہ حقیقت سائنٹفک طور پر ثابت شدہ ہے اور اسے ہمیشہ چپ چاپ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جب بھی جنسی پابندیوں میں یکسر ڈھیل برتی گئی ہے۔ بلا استثناء تہذیب زوال کا شکار ہوئی ہے۔ میں نے اس خیال پر تنقید کرتے ہوئے الکن کفرٹ اسے تاریخی طور پر قطعی غیر ثابت شدہ قرار دیتا ہے۔ اس کے بقول: ارتفاع کے اس طرح کے تصور کا واحد مقصد ایک طرح کی نفسیاتی قوت پیدا کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ پانی کو بند میں روک کر کھلی کی طاقت پیدا

لہ برطانیہ کے مشہور آبادی کے منصوبہ ساز (Planner) ریمانڈ ون (Raymond, Unwin) جن کی اس موضوع پر کتاب *Town Planning in Practice: An Introduction to the Art of Designing cities and Suburbs* نیویارک ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ بحوالہ: *Principles of Sociology* P. 632, 33, 654 by Ronald Freedman et. al. New York 1952

۱۲۰ Sex in Society P 123 حوالہ سابقہ ۱۲۰ برطانیہ کے مشہور ماہر =

کی جاتی ہے۔ آگے مصنف اپنی بات کو صاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قبل از ازدواج مباشرت کی ممانعت پر وجود دلائل بھی دیے جاتے ہیں وہ وقتی اور عارضی (ad hoc) ہیں۔ انسانیات (an-thropology) کے استنباطات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ دور جدید میں مانع عمل تدا بیر نے اس مسئلہ کو صاف حل کر دیا ہے۔

قبل از ازدواج جنسی اباحت

بات آپہلی ہے کہ جنسی اباحت (Sexual Permissiveness) کا خاص زور اس وقت قبل از ازدواج جنسی اباحت (Premarital Sexual Permissiveness) پر ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ جدید دنیا میں بعد از ازدواج جنسی اباحت ثانوی مسئلہ بن چکی ہے۔ نئی تہذیب کا اصل مسئلہ قبل از ازدواج جنسی اباحت ہے۔ جہاں شادی سے پہلے ہی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شادی کے تمام مراحل سے گزر لینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ سماجیات (Sociology) کے میدان میں قبل از ازدواج جنسی اباحت کو مربوط اور منظم انداز میں پیش کرنے کا سہرا جناب ارا۔ ال۔ ریس (Dr. L. Reiss) کے سر ہے۔ جنہوں نے امریکی سماج کے مطالعہ اور اس کے جائزہ کی روشنی میں اپنی آرا اور تحقیقات سے پوری مغربی دنیا کو چونکا دیا ہے اور لوگوں کی نگاہیں اپنی طرف منعطف کر لی ہیں۔ اس میدان میں جناب ارا۔ ال۔ ریس کا کیا خاص کارنامہ ہے اس کی تفصیل ان کے ایک قدر داں ہی کی زبان سے سننی چاہیے۔ ریس (Reiss) کے ۱۹۶۱ء کے کام سے پہلے اباحت پسندی (Per-missiveness) کے سلسلے میں اس میدان کے مصنفین جنسی اخلاق کی تبدیلیوں کے بیان پر اکتفا کرتے تھے۔ اپنے پیش رووں کی طرح سے ریس نے بھی جنسی اخلاق کی تبدیلی کے سلسلے

= سماجیات سی۔ اے۔ میس C.A. Mace جن کا مقالہ: Beliefs and Attitudes in Class Relations - ٹی۔ ایچ۔ مارشل (T.H. Marshal) کی مرتبہ کردہ کتاب Class Conflict and Social Stratification مطبوعہ لندن ۱۹۳۸ء میں شامل ہے جو اول Principles of Sociology P. 407 مورخہ بالا ص ۱۲۳ Sex in Society P. 123 حاشیہ صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶ السابق - ۱۲۷ حوالہ مذکورہ ص ۱۲۵

میں بڑھی ہوئی اباحت پسندی کو بطور پیمانہ کے استعمال کیا، لیکن ان سے ہٹ کر نئی آیا پسندی کے مزاج (nature) کی اس نے ایک بہت ہی حرکی تعمیر پیش کی اور یہ وہ چیز ہے جس نے اس کے بند کے آنے والوں پر بڑا قابل لحاظ اثر ڈالا ہے۔ سلفہ جناب ریس کی ان تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ: "قبل از ازدواج مباشرت بعض خاص حالات میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالکل درست ہے جبکہ شادی کے قول و قرار (engagement) کے ساتھ مستحکم رشتہ، محبت یا مضبوط میلان (Strong affection) موجود ہو۔"

دوہرے معیار کا خاتمہ

قبل از ازدواج جنسی اباحت (Premarital Sexual Permissiveness) کے نئے فلسفے کی خاص بات یہی ہے کہ اس دائرے میں اس نے مرد اور عورت اور لڑکی اور لڑکے کے معاملے میں دوہرے معیار (Double Standard) کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جدید یورپ نے دین و شریعت اور قانون فطرت سے جنگ کر کے کھلی یدکاری و بے حیائی اور بے قید جنسی زندگی کا پر وانا ضرور حاصل کر لیا لیکن لاشعور کا یہ احساس اس کے اندر برابر چمکیاں لیتا رہا کہ شادی سے پہلے ہی شادی کے تمام مراحل سے گزر جانا اور بن بیاہے باپ اور بن بیایاں کی بات کچھ اچھی نہیں ہے۔ کم سے کم بات یہ تھی کہ لڑکا اگر بے راہ ہو جائے تو شادی سے پہلے لڑکی کی عفت و عصمت کو داغدار نہ ہونا چاہیے۔ قبل از ازدواج جنسی اباحت کے نئے نظریے کی خوبی ہے کہ اس نے اس دوئی اور امتیاز کو بالکل ختم کر دیا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ: "عام اباحتی میلان کی لہر اور خاص طور پر شادی کے بغیر مباشرت (Non-matrimonial Cohabitation) میں اضافہ، جو اکثر و بیشتر مستقبل میں شادی کا پیش خیمہ بنتا ہے، یہ چیز ایک بدلے ہونے نظریے کی نمائندگی کرتی ہے۔ خاص طور پر طبقہ نسواں (Females) کی نسبت سے۔ اس لیے کہ مرد ساتھیوں کی طرف سے شادی کی بابت سوچ رہے ہوتے ہیں بکارت کی قدر و قیمت (value of virginity) بالکل غیر اہم ہو کر رہ گئی ہے۔" معلوم ہے

کہ امریکہ کی جنسی اتار کی کاسب سے پہلا تفصیلی جائزہ مشہور ماہر حیوانیات (Zoologist) کنزی (Kinsey) نے پیش کیا تھا جس کی رپورٹ کا ایک حصہ ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے جناب ہنٹ (Hant) کہتے ہیں کہ: کنزی کی رپورٹ کے بعد ان عورتوں کا تناسب جنھوں نے شادی سے قبل مباشرت کی ہے عملاً بالکل دوگنا ہو گیا ہے۔ اس اضافہ کو جس چیز نے آسان کر دیا ہے وہ یہ تبدیلی ہے کہ دوسرے معیار (double Standard) سے ہٹ کر بات یکساں اباحت (egalitarian Permissiveness) تک پہنچ چکی ہے۔ صرف ایک چیز فیصد کن ہے کہ دونوں شکریوں (Partners) کے درمیان رشتہ میں محبت کو شامل ہونا چاہیے۔ آخر میں جناب ہنٹ توجہ دلاتے ہیں کہ بالغوں (adolescents) اور نوجوانوں (Young adults) میں اتفاقہ جنس کی مقبولیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”نوجوان مردوں اور نوجوان عورتوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد اب بالکل نہیں چاہتی کہ قبل از ازدواج مباشرت کو برا بھلا کہا جائے۔ یہاں تک کہ اس صورت میں بھی جبکہ سیاق برائے نام میلان (mild affection) کا ہو یا بالکل ہی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے طور پر اس کو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہوں کہ جنس کو محبت کے ساتھ ملا ہونا چاہئے اور وہ اپنے کو اسی دائرے تک محدود بھی رکھتے ہوں، لیکن وہ دوسرے غیر شادی شدہ مردوں (males) اور عورتوں (females) میں اتفاقہ جنس پر نہ تنقید کرتے ہیں اور نہ تو اس کے اندر غلطی کا کوئی مشابہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنے لیے بھی اسے بالکل خارج از امکان قرار نہیں دیتے۔“

اس نئے جنسی اخلاق (New Sexual morality) پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے مصنف جان گیگنان (John Gagnon) فرماتے ہیں: ”قبل از ازدواج صنف مقابل کے ساتھ جنسی سرگرمی (Hetro sexual activity) کے معاملے میں ہم دونوں جنسوں کے تئیں ”ہاں“ کے طریقے کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں“ جس کی مزید تشریح کرتے ہوئے کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ تبدیلی دوسرے معیار

(double Standard) کے زوال، ساتھ ہی نئے جنسی اخلاق کے بڑھتے ابائی مزاج کی توثیق کرتی ہے۔^۱

امریکہ کی صورت حال

قبل از ازدواج جنسی اباحت (Premarital Sexual Permissiveness) جس کا خاص مرکز امریکہ ہے وہاں اعداد و شمار کی زبان میں اس سلسلے میں کیا صورت حال پائی جاتی ہے اس کا اندازہ ہمیں جان گیگنن کی رپورٹ سے ملتا ہے۔ جس کے مطابق ایک بڑا اوسط غالباً ۵۰ فی صدی عورتیں اور تقریباً ۹۷ فی صدی مرد ایسے ہیں جن کا کچھ نہ کچھ مباشرتی تجربہ ہے جبکہ ۲۰ فی صدی مرد اور ۱۵ فی صدی عورتیں ہیں جنہوں نے پوری فراموشی کے ساتھ صنف مقابل کے ساتھ جنسی رشتوں (hetero sexual relationship) اور شادی سے قبل مباشرت کا تجربہ کیا ہے۔^۲ پلے بوائے فاؤنڈیشن (Play boy Foundation) کی ۱۹۷۳ء کی رپورٹ اس پر اضافہ کرتی ہے جس کا کہنا ہے کہ ۱۹۷۳ء کی دہائیوں میں نئی قبل از ازدواج اباحت نے نہ صرف اپنے سابقہ ریکارڈوں کو برقرار رکھا ہے بلکہ اس معاملے میں قابل لحاظ ترقی کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۹۰ فی صدی مرد (males) اور ۸۰ فی صدی عورتیں (females) جن سے انٹرویو لیے گئے، وہ تھے جنہوں نے شادی سے قبل مباشرت کا تجربہ کیا تھا۔ مزید برآں یہ بات زور دے کر کہی گئی کہ دوہرے معیار (double Standard) کو فی الواقع بالکل ترک کیا جا چکا ہے۔ ترقی کی اس رفتار کوئی تعجب نہ ہونا چاہیے۔ کنزی نے بہت پہلے ۱۹۲۵ء میں امریکہ کے سلسلے میں قریب قریب یہی اعداد و شمار پیش کیے تھے۔ اس کے رپورٹ کے مطابق زیادہ تر مردوں (males) (۹۲ فی صدی) نے شادی سے قبل مباشرت کا تجربہ کیا تھا۔ جبکہ عورتوں (females) میں اندازاً ۵۰ فی صدی وہ تھیں جنہوں نے قبل از ازدواج مباشرت کا تجربہ کیا تھا۔ اسی سلسلے میں مزید برآں یہ بات بھی کہی گئی تھی کہ وہ عورتیں (females) جنہوں نے قبل از ازدواج مباشرت کی تھی انہیں اپنے تجربے پر کسی ایشیائی کا احساس نہیں تھا۔ اس سے بھی بہت

پہلے ول دورانت نے اپنی کتاب 'فلسفہ کی نیرنگیاں' میں کہا تھا کہ امریکہ کی نصف ملین لڑکیاں اپنے آپ کو اباحت پسندی کی نذر کر چکی ہیں۔ ایک دوسرے ممبر آج سے قریب چالیس سال قبل امریکہ کے اپنے چشم دید واقعات کے ضمن میں کہتے ہیں 'واشنگٹن کے' 'ویلن ادارہ' 'معلمین' میں غیر ملکیوں کو انگلش سکھانے والے شعبہ کی ایک خاتون استاد نے لاطینی امریکہ کے طلباء کو امریکی روایات کے بارے میں ایک لیکچر دیا۔ جس کے اختتام پر گوٹے مالا کے ایک طالب علم نے کہا "میں نے دیکھا ہے کہ چودہ سال کی لڑکیاں اور پندرہ سال کے لڑکے مکمل جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں۔ یہ چیز بڑی قبل از وقت ہے۔" اس پر خاتون استاد نے انتہائی پر جوش ہو کر جواب دیا۔ "ہماری زندگیوں انتہائی مختصر ہیں اور ہم چودہ سال سے زیادہ وقت ضائع نہیں کر سکتے۔" مزید براں موصوف واشنگٹن کے ہوٹلوں کے بارے میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتے ہیں۔ 'ولایت متحدہ امریکہ پہنچنے کے دو دن بعد میں اپنے مصری ساتھی کے ساتھ ایک ہوٹل میں جا کر ٹھہرا۔ ہوٹل کا ایک سیاہ فام ملازم ہم سے مانوس ہو گیا۔ کیونکہ ہم رنگ داڑھی تھے اور ہمارا بتاؤ بھی اس کے لیے تحقیر آمیز نہ تھا۔ چنانچہ اس نے "مختلف ڈبچہ دیوں" اور سحر خانہ لطف اندوزیوں کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور بتانے لگا بعض کمروں میں اکثر نوجوان جوڑے ہوتے ہیں جو مجھ سے کو کا کو لامنگا تے ہیں اور جب میں لے کر جاتا ہوں تو وہ جس حالت میں ہوتے ہیں اسی میں رہتے ہیں اور کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ہم نے تعجب سے پوچھا کیا وہ شرطتے نہیں؟ تو اس نے جواب بڑے تعجب سے دیا۔ "کیوں؟ وہ اپنی خواہشات کو تسکین پہنچا رہے ہیں اور لطف اندوز ہو رہے ہیں؟" امریکہ ہی کے سلسلے میں ایک افسر اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ اس نے ایک کار کے اندر ٹاراج ماری اور ڈرائیور کی کھڑکی کو کھٹکھٹایا۔ لیکن اس کے باوجود ایک جوڑا (اس کے اندر کسی توقف کے بغیر مباشرت کرتا رہا) "تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟" افسر نے پوچھا۔ جواب ملا۔ "تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟"

یورپ کے دوسرے ممالک

یہ حال تو امریکہ کا تھا، یورپ کے دوسرے ممالک کا معاملہ بھی اس سلسلے میں کچھ زیادہ

۱۷۲۹۔ مجولہ بالا ۱۷۲۹۔ اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل / ۸۷

۱۷۲۹۔ مجولہ سابقہ ۸۷ The Sociology of Sex P. 133

مختلف نہیں ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے علاوہ یہ انقلابی جنسی تحریک سوویت یونین اور اسکینڈینیویا (Scandinavia) میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اگرچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مقابلہ میں سوویت یونین نسبتاً کم اباجی اور قدامت پسند ہے۔ جبکہ اسکینڈینیویا کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ریاستہائے متحدہ سے بھی بڑھ کر جنسی طور پر اباجی ہے۔ سوویت یونین جسے ان ملکوں میں سب سے کم اباجی بلکہ قدامت پسند کہا گیا ہے، وہاں قبل از ازدواج جنسی اباحت کا کیا حال ہے، اس کا کسی قدر اندازہ وہاں کے موجودہ صدر مملکت میخائیل گورباچوف کی تعلیمی زندگی کے واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔ جناب گورباچوف جب یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے تو ان کا ہوسٹل اٹھارویں صدی عیسوی کی ایک پرانی بلڈنگ تھی جس میں قریب دس ہزار لڑکے بڑی تنگی اور زحمت سے رہتے تھے۔ لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں بھی ساتھ ساتھ رہتی تھیں۔ طالبات کی رہائش کا انتظام الگ نہیں تھا۔ صرف ان کے باہر روم الگ تھے۔ ورنہ دوسرے طلبہ کے ساتھ انھیں کوئی امتیاز حاصل نہ تھا۔ چنانچہ اکٹھے رہنے کی وجہ سے طلبہ اور طالبات میں دوستی بھی ہو جاتی تھی اور خلوت کی ضرورت لاحق ہو جاتی تھی۔ جناب گورباچوف جن کی اعتدال پسندی اور مزاج کی سنجیدگی ان کی نئی پالیسیوں سے ظاہر ہے اور جو ایک با اصول اور مخفی آدمی ہیں جو آج روزانہ دفتر صبح ۹ بجے جاتے ہیں اور شام کے ۶ بجے واپس آتے ہیں، ایک انٹرویو میں اپنے سلسلے میں خود اکتشاف کرتے ہیں:

”ہم دس طلبہ ایک کمرہ میں رہتے تھے چونکہ ہم سب کو کبھی کبھار خلوت کی ضرورت ہوتی تھی اس لیے ہم نے باہم مشورہ سے طے کیا کہ ہر ایک کو کمرہ کم از کم ایک گھنٹہ کے لیے خالی ضرور مل جانا چاہئے“

جناب گورباچوف کی اپنی بیوی ریشہ سے ان کی اسی ہوسٹل میں آشنائی ہوئی تھی۔

۱۷ حوالہ سابق ص ۴۷

۱۸ ایشیا، لاہور۔ ۲۴ جنوری ۱۹۸۸ء ص ۱۱۱

۱۹ حوالہ سابق

وہ اس زمانہ میں فلسفہ کی تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ جب یورپ کے سب سے کم اباحتی (Less Permissive) بلکہ قدامت پسند ملک روس اور اس کے ذمہ دار ترین شہری کی یہ تصویر ہے تو یورپ کے دوسرے بھر پور اباحتی اور روشن خیال جدیدیت پسند ملکوں کا کیا نقشہ ہوگا، اس آئینے میں اس کا کسی قدر نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ فرانس کے سلسلے میں پول یوریو کا یہ تبصرہ کافی پرانا ہے: "نہ صرف بڑے شہروں میں بلکہ فرانس کے قصبات و دیہات تک میں اب نوجوان مرد اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ جب ہم عقیف نہیں ہیں تو ہمیں اپنی منگیتر سے بھی عفت کا مطالبہ کرنے کا اور یہ چاہنے کا کہ وہ ہمیں کنواری ملے کوئی حق نہیں ہے۔ برکنڈی، بون اور دوسرے علاقوں میں اب یہ عام بات ہے کہ ایک لڑکی شادی سے پہلے بہت سی "دوستیاں" کر چکتی ہے اور شادی کے وقت اسے اپنے منگیتر سے اپنی گذشتہ زندگی کے حالات چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ لڑکی کے قریب ترین رشتہ داروں میں بھی اس کی بد چلنی پر کسی قسم کی ناپسندیدگی نہیں پائی جاتی۔ وہ اس کی "دوستیوں" کا ذکر آپس میں اس طرح بے تکلف کرتے ہیں گویا کسی کھیل یا روزگار کا ذکر ہے۔ اور نکاح کے موقع پر دو لہا صاحب جو اپنی دھن کی سابق زندگی ہی سے نہیں بلکہ اس کے ان "دوستوں" تک سے واقف ہوتے ہیں جو اب تک اس کے جسم سے لطف اٹھاتے رہے ہیں، اس امر کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی کو اس بات کا شبہ تک نہ ہونے پائے کہ انھیں اپنی دھن کے ان مشاغل پر کسی درجہ میں بھی کوئی اعتراض ہے۔ مزید براں: "فرانس میں متوسط درجے کے تعلیم یافتہ طبقوں میں یہ صورت حال بکثرت دیکھی جاتی ہے، اور اب اس میں قطعاً کوئی غیر معمولی پن نہیں رہا ہے کہ ایک اچھے خاندان کی تعلیم یافتہ لڑکی، جو کسی دفتر یا تجارتی فرم میں ایک اچھی جگہ پر کام کرتی ہے اور شائستہ سوسائٹی میں اٹھتی بیٹھتی ہے، کسی نوجوان سے مانوس ہو گئی اور اس کے ساتھ رہنے لگی۔ اب یہ بالکل ضروری نہیں کہ وہ آپس میں شادی کریں۔ دونوں شادی کے بغیر ہی ایک ساتھ رہنا مزاج سمجھتے ہیں۔ محض اس لیے کہ دونوں کے دل بھر جانے کے بعد الگ ہو جانے اور کہیں اور دل لگانے کی آزادی حاصل رہے۔ سوسائٹی میں ان کے تعلق کی یہ نوعیت سب کو معلوم ہوتی ہے۔ شائستہ طبقوں میں دونوں مل کر آتے جاتے ہیں۔ نہ وہ خود

اپنے تعلق کو چھپاتے ہیں۔ نہ کوئی دوسرا ان کی ایسی زندگی میں کسی قسم کی برائی محسوس کرتا ہے۔ ابتدا میں یہ طرز عمل کارخانوں میں کام کرنے والے لوگوں نے شروع کیا تھا۔ اول اول اس کو سخت معیوب سمجھا گیا مگر اب یہ اونچے طبقوں میں عام ہو گیا ہے، اور اجتماعی زندگی میں اس نے وہی جگہ حاصل کر لی ہے جو کبھی نکاح کی تھی۔

برطانیہ کے سلسلے میں برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی ۱۹۵۹ء کی رپورٹ معلوم ہی ہے کہ 'برطانیہ میں ہر تین عورتوں میں ایک عورت ایسی ہے جسے خود یہ اقرار ہے کہ شادی ہونے سے پہلے اس کے جنسی تعلقات رہ چکے ہیں۔ اسی طرح برطانیہ میں ہر بیس بچوں میں ایک بچہ ناجائز اولاد ہوتا ہے۔ بلکہ قبل از ازدواج جنسی اباحت کے سلسلے میں کم و بیش یورپ کے تمام ممالک کا یہی حال ہے۔

قبل از ازدواج جنسی اباحت کا مستقبل

جدید دنیا نے جس طرح قبل از ازدواج جنسی اباحت کو خوب سوچے سمجھے طریقے سے اور پورے اطمینان خاطر کے ساتھ اختیار کیا ہے، اس کا ایک منظر یہ بھی ہے کہ اس کے نزدیک اس کا مستقبل روشن ہے اور مستقبل قریب میں ازکار رفتہ قدیم جنسی خیالات کے لوٹ کر آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ جناب بل (Bell) پورے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ: 'اباحت (Permissiveness) کو میلان طبع (affection) کے ساتھ جوڑتے ہوئے قبل از ازدواج مجامعت روز افزوں طریقے پر نوجوان لوگوں کی بہت بڑی تعداد کا مقبول ترین طریقہ ہوگا؛ نئی دنیا امریکہ میں اس نئے جنسی اخلاق کا مستقبل اور بھی روشن ہے۔ چنانچہ کہا جا رہا ہے کہ اس کا تو اب کوئی امکان نہیں ہے کہ ماضی کی طرف پلٹا جاسکے گا اور کم اباجی اور زیادہ پابند کن حالت دوبارہ واپس آئے گی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے حالات رونما ہوں جن کی اس وقت کوئی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی، خاص طور پر سماجی کنٹرول کے معاملہ میں جو ایک ہلکی جوانی کارروائی (mild backlash)

سلف حوالہ مذکور
 لکھ عورت اسلامی معاشرے میں ۲۲۵ء طبع مذکور زیر تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہوں، کتاب ہذا صفحات ۲۱۴ تا ۲۲۸..... نیز، پردہ صفحات ۲۵ تا ۸۸ء سلف
 The Sociology of sex P. 32

کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ تاہم اس میں دورائے نہیں کہ جنس، محض خوشی (Pleasure) کے لیے، ذہن میں پُر پیدا کرنے کے کسی خیال کے بغیر، شادی کے فائدے (benefit) کے ساتھ یا اس کے بغیر، جب تک کہ معاملہ بالنعوں کے درمیان اور رضامندانہ ہو، آزادانہ ہو۔ زور زبردستی کا (Promiscuous) نہ ہو، اور ترجیحی طور پر صنف مقابل کے ساتھ (hetero-sexual) ہو تو یہ چیز امریکی زندگی کے طور طریقوں میں اپنی جگہ بنا لے گی اور بالفرض اگر کوئی جوانی کا روائی (back lash) ہوگی تو وہ ہم جنس پرستی (homosexuality) نچلے سماجی طبقات میں قانون کی خلاف ورزیوں (illegitimacy) بیسوائی (Prostitution) اور فحش نگاری (Pornography) کے خلاف ہوگی۔ لیکن زیادہ تر امکان اس کا ہے کہ مصالحت کی صورتیں نکل آئیں گی جیسا کہ اس سے پہلے ستانوں (Swingers) کی کھلی شادیوں اور رضامندانہ بدکاری کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔

قبل از ازدواج جنسی اباحت کے نئے طور طریقے

مغرب میں جس طرح قبل از ازدواج جنسی اباحت کا مربوط اور نکھرا ہوا تصور نیا ہے، اس مقصد کے حصول کے لیے نئی اصطلاحات اور نئے طور طریقے بھی ایجاد کیے گئے ہیں۔ رسمی شادی سے پہلے عملاً شادی کے پورے فائدے حاصل کر لینے کے لیے پہلے لو میرج اور کورٹ شپ وغیرہ کی اصطلاحات مروج تھیں۔ شادی سے قبل محبت کے طور طریقوں میں ترقی کے ساتھ اب ان کی اصطلاحات میں بھی ترقی ہو گئی ہے۔ مغرب میں شادی سے قبل نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان شریک حیات کے انتخاب کے آڑ میں دوستی و محبت کی جو کھلی چھوٹ حاصل ہے، جس کی اکثر و بیشتر والدین کی طرف سے

سلہ امریکی معاشرے کی مخصوص اصطلاح جس کا ترجمہ ایک لفظ میں کرنا مشکل ہے۔ امریکی لغت میں اس کے معنی ہیں: ایسا شخص جو پیچیدہ، حد درجہ فیشن پرست، پھر تیار اور خاص طور پر خوشی اور مسرت کی تلاش میں آزاد اور بے لگام ہو۔ (Swinger: a Person who is sophisticated, ultra-fashionable, active, uninhibited, etc. esp. in the Pursuit of Pleasure)

New world Dictionary of the American.

Language, Second College Edition, U.S.A. 1980 / The
Sociology of sex P. 39, 40.

بھی پوری اجازت ہوتی ہے، اس طریقے کی نئی اصطلاح ڈیٹنگ (Dating) اور پیننگ (Petting) کی ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں پہلے ڈیٹنگ اچھی ہے پھر پیننگ۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں بے جھجک ملتے جلتے ہیں۔ سیر سپاٹے کرتے ہیں، غرضیکہ ہر طرح کی تفریح کرتے ہیں تاکہ شادی سے پہلے وہ ایک دوسرے کو بخوبی سمجھ سکیں۔ یہ پہلا قدم ہوتا ہے۔

دوسرا قدم آگے بڑھاتے ہوئے وہ جسمانی دوی کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے سے لپٹا، چومنا اس سلسلے میں عام سی بات ہوتی ہے اور اس طرح کے عام جنسی کھیل کے ذریعہ وہ ایک دوسرے کو اور زیادہ "سمجھنے" کی کوشش کرتے ہیں۔

تیسرا قدم ایک دوسرے کو "ٹوٹنے" کا ہوتا ہے جس کے تحت وہ ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء (عضو تناسل، عضو منہ، پستان وغیرہ) کو چھونے اور ان کے ساتھ کھیلنے کے لیے آزاد ہوتے ہیں۔

اس کے بعد ان کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کیا وہ ایک کامیاب خاوند بیوی بن سکیں؟ فیصلہ اگر ہاں، میں ہو تو وہ شادی کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور اگر اتنا لمبا، اتنا آزادانہ جنسی کھیل کھیلنے کے بعد وہ محسوس کریں کہ ان کا مزاج اور عادتیں آپس میں نہیں ملتیں تو کسی دوسرے جوان لڑکے یا لڑکی کے ساتھ ہی سلسلہ دوسری، تیسری یا بہت بار چلتا رہتا ہے۔

ڈیٹنگ، پیننگ اور نیکنگ

ڈیٹنگ (Dating) اور پیننگ (Petting) کا مطلب دوسرے لفظوں میں 'لومیرج' یا 'محبت کی شادی' ہے۔ شادی سے پہلے اور شادی کے لیے جوان لڑکوں، لڑکیوں کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا، ایک دوسرے کے لیے کشش محسوس کرنا، ایک دوسرے کو پسند کرنا اور شام کو دیر تک مل کر باہر رہنا "ڈیٹنگ" کہا جاسکتا ہے۔

۱۔ ڈاکٹر کیول دھیر: سیکس نوجوانوں کے لیے / ۱۵۶۔ شمع بک ڈپو، نئی دہلی۔

۲۔ ڈاکٹر کیول دھیر کی کتاب مذکور میں شاید طباعت کی غلطی سے A (Patting) سے چھپ گیا ہے۔ ص ۱۵۹ صحیح لفظ E (Petting) کے ساتھ ہے۔

مغربی سماج میں ڈٹینگ، دو طرح کی ہوتی ہے: ایک مجموعی اور دوسری ذاتی مجموعی ڈٹینگ میں بہت سے لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ کسی دعوت، پینک، کلب، اسکول، کالج وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں اور ایسے موقعوں پر جوان لڑکے، لڑکیاں ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرتے ہیں، اور پھر ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کے لیے کشش پیدا ہوتی ہے، پھر آہستہ آہستہ وہ زیادہ نزدیک آتے جاتے ہیں اور اس کے بعد ڈٹینگ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور وہ دونوں اکیلے میں ملنے لگتے ہیں۔

مغرب میں جوان لڑکے لڑکیوں کے آزاد میل ملاپ کا دوسرا پڑاؤ نیکنگ (Necking) کہلاتا ہے۔ نیکنگ (Necking) انگریزی لفظ (Neck) سے نکلا ہے جس کے معنی گردن کے معلوم ہیں۔ نیکنگ، کا مطلب ہے جوان لڑکے اور لڑکی کے درمیان ایسے جسمانی تعلقات جو گردن کے اوپری حصے تک محدود ہوں۔ اس کے تحت عموماً بوسہ بازی کی جاتی ہے۔

تیسرا آخری مرحلہ پیننگ (Petting) یعنی 'سہلانے' کا ہوتا ہے۔ جس کے تحت جوان لڑکے لڑکیاں گردن کے نیچے کے جسمانی اعضا، سے کھیلتے ہیں، جس میں اعضا رکھوچھونا، سہلانا، پیار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اس طریقے میں بعض لڑکے لڑکیاں جنسی بیجان کی حالت میں آجاتے ہیں اور مباشرت کر لیتے ہیں۔ بعض مباشرت نہیں کرتے لیکن دیگر جنسی کھیل کے ذریعہ جنسی لطف حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق مغرب کے موجودہ سماج میں لگ بھگ پچاس فی صدی تعداد ان نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ہے جو کسی نہ کسی طرح شادی سے قبل ہی مباشرت کا تجربہ حاصل کر لیتے ہیں۔ باقی پچاس فی صدی میں سے بھی کافی تعداد میں لڑکے لڑکیاں یا تو ایک آدھیا مباشرت کر چکے ہوتے ہیں اور یا ڈٹینگ، پیننگ کی آڑ میں جنسی تسکین کا احساس حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ بات آچکی ہے کہ مغرب نے جنسی اباحت، کا طریقہ پورے شرح صدر کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ جس پر اسے کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ قبل از ازدواج جنسی اباحت کے نئے طور طریقوں ڈٹینگ اور پیننگ کے سلسلے میں بھی ایسا ہی شرح صدر حاصل ہے۔ چنانچہ شادی سے قبل، ازدواجی زندگی کی کامیابی اور تال میل کے لیے، جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو مباشرت کا تجربہ

حاصل کرنے کی جو تحریک ان دنوں مغرب میں چل رہی ہے، اس تحریک کو نئی نسل کی پوری حمایت حاصل ہے۔ اسکی نڈنیون خواتین کی ایک جماعت نے وسیع طور پر اپنے اس نظریہ کا پراپیگنڈا کیا ہے کہ ساری دنیا کے سماج کو اس دقیقانوی خیال سے آزاد ہونا چاہئے کہ کوئی عورت یا مرد صرف ایک ہی مرد یا عورت کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ نوجوان نسل میں کافی مقبول اس جماعت کی رائے ہے کہ شادی سے پہلے یا بعد میں تمام جوان مردوں، عورتوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ جب اور جس کے ساتھ چاہیں مباشرت کر سکیں۔

جنسی آزادی کی بعض اور صورتیں

اس کے ساتھ ہی مغربی ممالک میں جنسی آزادی کی دوسری صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان ممالک میں جا بجا ایسے کلب یا مرکز قائم ہیں جہاں جوان لڑکے لڑکیاں جنسی تعلیم حاصل کرنے کی آڑ میں کھلے عام جنسی تعلقات قائم کر کے جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ مزید برآں قوت امساک میں اضافہ کرنے اور زیادہ سے زیادہ جنسی لطف حاصل کرنے کے لیے وہاں جوان اور بڑی عمر کی عورتوں، مردوں میں جنسی اعضا کی پلاسٹک سرجری کرانے کا رواج بھی ہے۔ اسی مقصد کے لیے دیگر بہت سے مصنوعی طریقے بھی اختیار کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح مغربی سماج میں جنسی عیاشی کے لیے مصنوعی عضو تناسل اور اسی طرح عورت کے مصنوعی عضو خصوصاً کافی استعمال کیا جاتا ہے۔ شادی سے قبل یا کسی بھی وقت جنسی خواہش ہونے پر کال گرز (جدید طوائف) اسی طرح میسر ہیں۔ جیسے ضرورت پڑنے پر کسی دکان سے ریڈی میڈ کپڑے خریدے جاسکتے ہیں۔

۱۵۔ حوالہ مذکور ص ۱۵۷۔ تازہ اطلاعات کے مطابق ہندوستان میں بھی یہ وبا کسی نہ کسی درجے میں پھیل چکی ہے۔ جنسی جرائم اور جنس کے راستے منتقل ہونے والی بیماریوں کے علاوہ بن چاہے صل اور کمین ماؤں کا سلسلہ یہاں بھی شروع ہو چکا ہے۔ مدراس کے کالج کے طالب علموں کے ایک حالیہ جائزے کے مطابق جوانوں اور بانوں کی کافی بڑی تعداد بڑوں اور بزرگوں کی خواہش کے علم ارفع جنسی تعلقات رکھنے لگی ہے اور نوبت بایں جا رسید کہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کے لیے فکر مند ہونے کے بجائے ماہرین کا سارا زور جنسی تعلیم کے ذریعہ ان کے مسائل کے حل کی طرف ہے۔ ملاحظہ ہو انڈین ایکسپریس، نئی دہلی، ۲۹ فروری ۱۹۸۵ء رپورٹ (Sex Education in Schools must) جنسی تعلیم اسکولوں میں ناگزیر ہے۔

قبل از ازدواج جنسی اباحت — سماجی سیاق کے چند نمونے

قبل از ازدواج جنسی اباحت کے سلسلے میں جناب ارا۔ ال۔ ریس (Ira. L. Reiss) کا نام ایک سے زائد بار آچکا ہے۔ قارئین کو ان کی تحقیقات و اکتشافات کا انتظار ہوگا جناب ارا۔ ال۔ ریس کے سلسلے میں معلوم ہے کہ جدید سماجیات میں انھوں نے قبل از ازدواج جنسی اباحت کے نظریے کو پہلی بار متعین شکل و صورت اور مربوط و منظم انداز میں پیش کر کے اسے فنی اعتبار عطا کیا ہے۔ اس وقت موصوف کی کتاب 'قبل از ازدواج جنسی اباحت کا سماجی سیاق' (The Social Context of Premarital Sexual Permissiveness) ہمارے پیش نظر ہے جس میں مصنف کی طرف سے امریکہ کے چھ اسکولوں اور کالجوں کے طالب علموں سے مطالعہ اور جائزہ کے جدید طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے تفصیلی سوالات کیے گئے۔ اسی مقصد سے ایک اور جائزے (National Adult Sample) کو بھی استعمال کیا گیا۔ اس طرح کل طالب علموں کی تعداد دو ہزار سات سو پچیس ہی۔ مطالعہ اور جائزے کا یہ تمام کام ۱۹۵۹ء سے لے کر ۱۹۶۳ء تک میں انجام پایا۔ اسی مطالعہ اور جائزے کی روشنی میں مصنف نے قبل از ازدواج جنسی اباحت کے سیاق و سباق کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں مصنف نے اپنے سے پچھلے جائزوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۳۶ء کے دوران دو خواتین صحافیوں نے بھی کالج کے طالب علموں کے رجحانات کا مطالعہ کیا تھا۔ اس کے مطابق جو نمونے ہاتھ آئے ان میں ۲۵ فی صدی عورتیں (females) اور ۵۲ فی صدی مرد (males) غیر کنوارے تھے۔ مصنف کے بقول ۱۹۶۰ء کے جائزوں تک کم و بیش یہی اوسط برقرار رہتا ہے۔ قبل از ازدواج جنسی اباحت کے سلسلے میں مصنف نے جو جائزہ لیا ہے اس کی رو سے ۳ فی صدی لڑکیوں اور ۶۳ فی صدی لڑکوں نے مباشرت کا اعتراف کیا جبکہ ایوا کالج (Iowa College) کے نمونہ کے مطابق ۳۲ فی صدی لڑکیاں اور ۶۴ فی صدی لڑکے وہ تھے جنہوں نے مباشرت کو تسلیم کیا۔ دوسرے

۱۵۸-۱۵۷۰ء Ira. L. Reiss: The Social Context of the

حوالہ سابق ۱۵۷۰-۱۵۸ء Premarital Sexual Permissiveness. P. 12. 13 حوالہ سابق ۱۵۷۰

بڑے نمونوں کے بالمقابل ایوا کالج کے نمونے (Sample) میں لڑکیوں کی عمر ایک سال زائد تھی۔ اسی ایوا کالج کے دوسرے نمونے کے مطابق وہ لڑکے لڑکیاں جن کی اپنے ابا جی معیار کے دوران شادی کی بات چیت پکی ہو چکی تھی ان میں ۶۱ فی صدی کا تناسب تھا جس نے اپنے طور پر مباشرت تسلیم کی۔ جبکہ ۲۵ فی صدی وہ عورتیں جو اس عمل میں جذباتی طور پر توجہ والستہ نہیں تاہم انھوں نے مباشرت کو تسلیم کیا۔ البتہ مردوں کے سلسلے میں صورت حال برعکس تھی۔ ۴۲ فی صدی لوگ جن کی شادی کی بات پکی ہو چکی تھی انھوں نے اپنے طور پر مباشرت کو تسلیم کیا۔ جبکہ ۶۹ فی صدی وہ لوگ تھے جو جذباتی طور پر توجہ والستہ تھے لیکن انھوں نے مباشرت کو تسلیم کیا۔

اس مطالعہ کے نتیجے میں قبل از ازدواج جنسی اباحت کے سلسلے میں سماجی سیاق (Social Context) کی تعیین جس انداز سے کی گئی ہے اس کے کچھ نمونے بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے۔ مثال کے طور پر اس جائزے سے پتہ چلتا ہے امریکہ کی سیاہ فام آبادی (Negroes) وہاں کی سفید فام آبادی (Whites) سے زیادہ ابا جی سے اسی طرح اس مطالعہ نے بتایا کہ نیگروں کے اسکول اور نیویارک کا سفید فاموں کا کالج، یہ تین اسکول ہیں جو اباحت پسندی میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ نیز یہ کہ نیگرو اور مرد (males) سفید فاموں اور عورتوں (females) سے بہ ترتیب زیادہ ابا جی ہیں۔ روایتی طور پر جو گروہ زیادہ ابا جی ہے وہ یہی نیگرو اور مرد ہیں۔ سماجی حیثیت سے جو گروہ زیادہ پست ہیں وہ زیادہ ابا جی ہیں۔ وہ علاقے جو شہری سہولیات سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہیں وہ اتنے ہی ابا جی ہیں۔ سفید فاموں کے ہائی اسکول کے طالب علم اباحت کے معاملہ میں پست تھے اور رومانوی محبت کے معاملہ میں بڑھے ہوئے تھے۔ جبکہ سفید فاموں کے کالج کے طالب علم اباحت میں بڑھے ہوئے تھے اور رومانوی محبت میں پست تھے۔ یہی منفی رشتہ عورتوں (females) کے سلسلے میں بھی پوری طرح برقرار رہا۔ نیگرو

۱۔ حوالہ مذکور ص ۱۰۵

۲۔ حوالہ سابق ص ۱۱۳

۳۔ حوالہ سابق ص ۲۶

۴۔ حوالہ مذکور ص ۳۰

۵۔ حوالہ سابق ص ۳۸

۶۔ حوالہ مذکور ص ۵۲

۷۔ حوالہ سابق ص ۶۰

۸۔ حوالہ مذکور ص ۷۴

کے معاملہ میں البتہ صورت حال مختلف رہی۔ جتنا ہی زیادہ وہ رومانوی محبت میں بڑھے ہوتے، اتنا ہی زیادہ وہ اباحت میں بڑھے ہوئے تھے۔ عورتوں (females) کے سلسلے میں رشتہ کی یہ صورت پوری طرح کام کرتی رہی۔ امریکہ کی عورتیں مردوں کے مقابلہ میں کم اباحتی ہوتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ والدین اباحت کی اجازت تو لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو دیتے ہیں۔ البتہ لڑکیوں کے حق میں یہ اجازت ذرا کم ہوتی ہے۔ اباحت پسندی کے سلسلے میں آدمی اپنے والدین کے بالمقابل اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اس پورے جائزے کے بعد مصنف آخر میں بطور خلاصہ فرماتے ہیں کہ دور قدیم کی یادگار دوہرے معیار اور عفت آبی کی تقسیمات (abstinence classification) کے بجائے میلان طبع کے ساتھ اباحت (Permissiveness with affection) یہی چیز اب روز افزوں طریقے پر ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ کتاب کا مصنف اس صورت حال پر پوری طرح خوش اور مطمئن ہے۔ اس صورت حال کے برعکس اگر کسی سر پھرے کی خواہش ہو کہ یورپ یا کبازی اور عفت آبی کے راستے پر گامزن ہو جائے اور جنسی اباحت کے نام پر جنسی اتار کی کے راستے کو چھوڑ دے تو مصنف اس طرح کے لوگوں کو اطمینان دلاتا ہے کہ یورپ کی تاریخ سے اس طرح کی کسی خواہش کا کوئی نمیل نہیں ہے۔ ان کے بقول: ایک فرد اپنے طور پر عفت آبی کے معیار کا انتخاب کر سکتا ہے لیکن اسے اس حقیقت کو اچھی طرح تسلیم کرنا چاہیے کہ اپنی پوری دو ہزار سالہ تاریخ میں مغربی دنیا مردوں کی ایک نسل کی بھی اکثریت کو اس ضابطہ کا پابند بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔

۱۳۹-۱۱۳۵ حوالہ سابق ص ۵۰
۱۴۰ حوالہ مذکور ص ۹۷
۱۴۱ حوالہ سابق ص ۵۰
۱۴۲ حوالہ مذکور ص ۱۷۶